تفسیر سورہ عصر

تالیف: علامہ شیخ محسن قرائتی دامت برکاتہ

ترجمہ: علامہ محمد علی فاضل دام عزہ

Presented by Ziaraat.Com

سورہ عصر

سورت نمبر ۱۰۳ پارہ نمبر ۳۰ کل آیات ۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَ الۡعَصۡرِ ۙ﴿۱﴾ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِیۡ خُسۡرٍ ۙ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ ۬ۙ وَ تَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ ﴿۳﴾

زمانے کی قسم● انسان یقینی طور پر نقصان اور خسارے میں ہے● مگر وہ لوگ جو ایمان لے آئے اور اعمال صالح بجالائے اور ایک دوسرے کو حق کی اور صبر و استقامت کی سفارش کرتے رہے●

نکات

- اوائل اسلام میں جب مسلمان ایک دوسرے سے جدا ہوتے اور خدا حافظی کرتے تو اسی سورت کی تلاوت کیا کرتے تھے۔[1]
- خداوند عالم نے قرآن مجید میں زمانے کے تمام اوقات کی قسم کھائی ہے فجر کی "والفجر"[2] صبح کی "والصبح"[3] دن کی "والنہار"[4] رات کی "واللیل"[5] چاشت کی

---

[1] تفسیر نمونہ و تفسیر در منثور

[2] سورہ فجر/۱

[3] سورہ تکویر/۱۸

[4] سورہ لیل/۲

[5] سورہ لیل/۱

Presented by Ziaraat.Com

"والضحیٰ"[6] سحر کی "واللیل اذ أدبر"[7] عصر کی" والعصر" اگرچہ" سحر" کی کئی بار قسم کھائی ہے۔

❖ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک حدیث میں نقل کیا گیا ہے کہ عصر سے مراد حضرت مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف کے ظہور کا زمانہ ہے۔[8]

❖ بعض مفسرین عصر سے مراد، ظہور اسلام کا عصر لیتے ہیں، بعض عصر کو اس کے لغوی میں لیتے ہیں یعنی "نچوڑنے" کے معنی میں، کیونکہ نچوڑ ہی انسان کی غفلت کے دور ہونے اور سعی و کوشش اور تگ و دو کا موجب ہوتے ہیں۔ جبکہ بعض حضرات عصر سے مراد وجود انسانی کا عُصارہ یعنی نچوڑ مراد لیتے ہیں یعنی "انسان کامل" اور بعض اس سے نماز عصر کا وقت مراد لیتے ہیں۔[9]

❖ مالی خسارہ کی تلافی کی جاسکتی ہے لیکن انسانیت کا خسارہ بہت بڑا خسارہ ہے۔ "اِنَّ الْخَاسِرِیْنَ الَّذِیْنَ خَسِرُوا اَنْفُسَهُمْ"[10]

❖ دوسروں کو حق کی وصیت کا انجام تلخ ہو سکتا ہے۔ لہذا اس پر صبر کرنا چاہئے اور استقامت کا ثبوت دینا چاہئے۔ اسی لئے ارشاد ہوتا ہے۔ "وَتَوَاصَوا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوا بِالصَّبْرِ"

❖ فخر الدین رازی کہتے ہیں: انسان اس دینا میں ایک "برف فروش" کی مانند ہے ہر لمحہ جس کا سرمایہ پگھلتا جارہا ہے۔ لہذا اسے چاہئے کہ جتنا جلدی ہو سکے۔ اسے بیچ ڈالے ورنہ خسارہ اٹھائے گا۔[11]

---

[6] سورہ ضحیٰ/۱

[7] مدثر/۳۳

[8] تفسیر نور الثقلین

[9] تفسیر نمونہ

[10] سورہ زمر/۱۵

[11] تفسیر کبیر

Presented by Ziaraat.Com

❖ اگرچہ حق وصبر کی وصیت اعمال صالحہ کا ایک حصہ ہے لیکن اس کی اہمیت سب سے زیادہ ہے۔ لہذا اسے علیحدہ بیان کیا گیا ہے۔ "وَتَوَاصَوا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوا بِالصَّبْرِ"

❖ قرآن مجید نے ایک اور آیت میں خداند عالم کے فضل ورحمت کو خسارے سے بچنے کا سبب قرار دیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: "فَلَوْلَا فَضْلُ اللهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَكُم مِنَ الْخَاسِرِينَ" [12] پس بنا بریں ایمان اور عمل صالح اور حق وصبر کی وصیت خداوند عالم کے فضل ورحمت کے زیرے سایہ حاصل ہوتے ہیں اور انسان پروردگار عالم کے لطف وکرم کے بغیر نہ تو ہدایت پا سکتا ہے نہ ہی ایمان تک پہنچ سکتا ہے اور نہ ہی اعمال صالح انجام دے سکتا ہے۔

بازارِ دنیا

قرآن مجید کی آیات پر ایک اجمالی نظر ڈالنے سے ہمیں اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ دنیا ایک بازار ہے اور تمام لوگ اپنی عمر، طاقت اور استعداد اس میں لا موجود کرتے ہیں، اور اس جنس کی فروخت لازمی اور جبری ہے۔ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: "نَفَسُ الْمَرْءِ خُطَاهُ إِلَىٰ أَجَلِه" [13] انسان کا سانس لینا، موت کی طرف ایک قدم ہے۔ لہذا انسان مجبوراً اپنے سرمایہ زندگی کو ہر لمحہ اپنے ہاتھ سے دے رہا ہوتا ہے۔ اور ہم نہ تو اپنی عمر کو چلے جانے سے روک سکتے ہیں اور نہ ہی اپنی توان وطاقت کو۔ چاہے ہم چاہیں چاہے ہم نہ چاہیں زمانہ اور توانائی ہمارے ہاتھوں سے نکلے جا رہے ہیں۔

اسی لئے اس بازار میں جو چیز اہمیت کی حامل ہے وہ یہ کہ صحیح خریدار کا انتخاب کریں کچھ لوگ تو خدا کے ساتھ سودا کرتے ہیں اور جو کچھ ان کے بس میں ہوتا ہے وہ اخلاص کے طبق میں اسی کی راہ میں اور اسی کی رضا کے لئے قدم اٹھاتے ہیں۔ ایسے افراد اپنی "فانی عمر کو باقی" کرتے ہیں اور اپنی دنیا کو بہشت برین اور رضوان الٰہی کے بدلے

---

[12] بقرہ/۶۴
[13] نہج البلاغہ حکمت ۴

Presented by Ziaraat.Com

میں بیچ دیتے ہیں۔ یہی لوگ در حقیقت جیتنے والے اور انعام کے مستحق ہوتے ہیں، کیونکہ ایک تو ان کا خریدار اللہ ہے جو تمام کائنات کا مالک ہے۔ دوسرے وہ ناچیز اور بے مقدار چیز کو بھی خرید لیتا ہے " فَمَن يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْراً يَّرَهٗ" [14]۔ تیسرے وہ مہنگے داموں خریدتا ہے کہ جس کی قیمت ہمیشہ کی بہشت ہے۔"خالدین فیھا" [15]۔چوتھے یہ ہے کہ اگر کسی اچھے یا برے کام کے پیچھے ہیں لیکن اس پر عمل نہیں کر سکتے پھر بھی وہ اس کی جزاء دیتا ہے۔"لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى" [16] یعنی اگر کوئی کوشش کرتا ہے اگر اسے عملی جامہ نہ بھی پہنا سکے پھر بھی کامیاب ہوتا ہے۔

پانچویں: وہ جزاء دیتا ہے تو کئی گنا کر کے دیتا ہے "اَضْعَافاً مُّضَاعَفَةً" [17] بقول قرآن مجید سات سو گنا دیتا ہے۔ نیکی کی راہ میں خرچ کرنے کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات بالیاں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوتے ہیں۔

لیکن جو لوگ اس دنیا میں اپنی عمر کو اپنی یا دوسروں کی خواہشات نفسانی کے بدلے بیچتے اور خدا کی رضا کے طالب نہیں ہوتے وہ بہت زبردست خسارہ اٹھاتے ہیں۔ قرآن مجید ان کے بارے میں مختلف تعبیریں پیش کرتا ہے:

۱۔ بہت بری تجارت کی ہے " بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖ اَنْفُسَهُمْ" [18]

۲۔ان کی تجارت نے انہیں کوئی فائدہ نہیں دیا "فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ" [19]

۳۔ نقصان اٹھایا ہے۔ "خَسِرُوْا اَنْفُسَهُمْ" [20]

۴۔ واضح نقصان اٹھایا ہے۔ "خُسْرَاناً مُّبِيناً" [21]

---

[14] سورہ زلزال/ ۷

[15] آل عمران/ ۱۵

[16] سورہ نجم/ ۳۹

[17] آل عمران/ ۱۳۰

[18] سورہ بقرہ/ ۹۰

[19] سورہ بقرہ/ ۱۶

[20] سورہ اعراف/ ۵۳

Presented by Ziaraat.Com

۵۔ نقصان اور خسارے میں غرق ہو گئے ہیں: "لَفِی خُسۡرٍ"[22]

اس قسم کے لوگوں کی نگاہوں میں سمجھدار اور زیرک وہ شخص ہوتا ہے جو ہر کام، ہر کلام اور ہر طریقے سے خواہ وہ حق ہو یا باطل صحیح ہو یا غلط، مرفہ حال زندگی گزارتا ہو۔ معاشرہ میں اس کی شہرت محبوبیت، جاہ و مقام اور میڈل اور ایوارڈ ہو اور اس کے برعکس جو بھی ہو وہ ناکام، پسماندہ اور بدبخت ہوتا ہے۔

جبکہ اسلام کے نقطہ نظر سے زیرک اور سمجھدار انسان وہ ہوتا ہے جو اپنا محاسبہ اور احتساب آپ کرتا ہے اپنے نفس کو آوارہ نہیں چھوڑتا، ابدی اور ہمیشہ کی زندگی کے لئے کام کرتا ہے جس کا ہر روز گذشتہ کل سے بہتر ہوتا ہے۔ موت سے غافل نہیں ہوتا ہے۔ اور آوارگی، حرص اور ظلم و ستم کے بجائے تقویٰ، قناعت اور عدالت کو اپناتا ہے۔

- حضرت علی نقی علیہ السلام فرماتے ہیں: " الدُّنۡیَا سُوقٌ رَبِحَ فِیهَا قَوۡمٌ وَ خَسِرَ آخَرُونَ"[23] دنیا ایک بازار ہے جس میں کئی لوگ نفع اٹھاتے ہیں اور کئی دوسرے نقصان اور خسارہ اٹھاتے ہیں۔

پیام

- ۱۔ بشریت کی تاریخ کا دورانیہ قابل قدر اور اہمیت کا حامل ہے جس کی قسم خداوند عالم نے کھائی ہے۔ لہذا ہمیں چاہئے کہ اس کی نصیحتوں سے عبرت حاصل کریں۔ (وَالۡعَصۡرِ)
- ۲۔ انسان ہر طرف سے نقصان اور خسارے میں گھرا ہوا ہے۔ (لَفِی خُسۡرٍ)
- ۳۔ مطلق العنان شخص جو انبیاءؑ کی تربیت کے دائرے سے خارج ہے نقصان میں ہے۔ (إِنَّ الۡإِنۡسَانَ لَفِی خُسۡرٍ)

[21] سورہ نساء/۱۱۸
[22] سور عصر/۲
[23] تحف العقول کلمات امام علی نقی علیہ السلام

Presented by Ziaraat.Com

- ۴۔ نقصان اور خسارے سے بچ نکلنے کا واحد راستہ ایمان اور عمل صالح ہے۔(آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ)
- ۵۔ صرف اپنا خیال کرنا ہی کافی نہیں ہے، مومن افراد دوسروں ک ہدایت، ترقی اور سربلندی کی فکر میں بھی ہوتے ہیں۔ (تَوَاصَوا بِالْحَقِّ)
- ۶۔ صبر کی وصیت وسفارش بھی اسی اندازہ ضروری ہے جس قدر حق کی وصیت۔(بِالْحَقِّ .... بِالصَّبْرِ)
- ۷۔ایمان، عمل پر مقدم ہے جس طرح کہ خودسازی معاشرہ سازی سے مقدم ہوتی ہے۔ (آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ)
- ۸۔ایمان اور عمل صالح اور دوسروں کو حق وصبر کی وصیت کیے بغیر،انسان کا خسارہ بہیت عظیم ہے۔(لَفِي خُسْرٍ)(لفظ " خسر " کا نکرہ ہونا اس پر تنوین (دوزیر) خسارہ کے عظیم ہونے کی علامت ہے)۔
- ۹۔ حق کے قائم کرنے کے لئے استقامت اور پائیداری کی ضرورت ہے(تَوَاصَوا بِالْحَقِّ ... تَوَاصَوا بِالصَّبْرِ)
- ۱۰۔ معاشرہ کی اصلاح اس وقت ممکن ہے جب تمام افراد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بارے میں شریک کار ہوں دوسروں کو نصحت کریں اور خود نصحت کو قبول کریں۔ (تَوَاصَوا بِالْحَقِّ)تواصوا کا کلمہ فریقین کے لئے ہے۔
- ۱۱۔ خسارے سے نجات اس وقت ممکن ہے جب انسان تمام نیک کام بجالانے کے درپے ہو خواہ ان کے انجام دینے میں کامیاب نہ ہو سکے۔(عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ) لفظ صالحات پر الف لام جمع محلی کے لئے ہے۔
- ۱۲۔ایمان جامع ہو جزئی نہ ہو ایمان کے تمام اجزاء کے ساتھ ہو نہ صرف کچھ اجزاء سے۔ (إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا)ایمان مطلق آیا ہے تا کہ مقدسات کے تمام اجزاء کو شامل ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

Presented by Ziaraat.Com